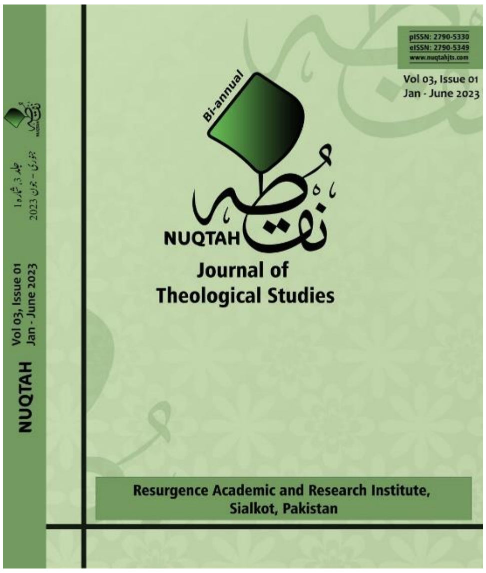

NUQTAH Journal of Theological Studies

Editor: Dr. Shumaila Majeed
(Bi-Annual)
Languages: Urdu, Arabic and English
pISSN: 2790-5330 eISSN: 2790-5349
https://nuqtahjts.com/index.php/njts

Published By:

Resurgence Academic and Research Institute, Sialkot (51310), Pakistan.

Email: editor@nuqtahjts.com

علوم الحدیث کی تشکیل میں امام شافعی کا منہج اور اسلامی تراث پر اس کے اثرات: تحقیقی مطالعہ

A Study of the Method of Imam Shafi'i in the Formation of Hadith Sciences and Its Impacts on Islamic Literature

فراز احمد

وزٹنگ لیکچرر، ڈیپارٹمنٹ آف اسلامک سٹڈیز، منہاج یونیورسٹی لاہور

Email: frazpu1@gmail.com

صاحب دین

پی ایچ ڈی سکالر، گورنمنٹ کالج یونیورسٹی فیصل آباد

Email: sahibdin08454@gmail.com

محمد نعمان

ایم فل سکالر، ڈیپارٹمنٹ آف اسلامک سٹڈیز منہاج یونیورسٹی لاہور

Email: noman7861@gmail.com

Published online: 30th June 2023

View this issue

OPEN ACCESS

CC BY

Complete Guidelines and Publication details can be found at:

https://nuqtahjts.com/index.php/njts/publication-ethics

علوم الحدیث کی تشکیل میں امام شافعی کا منہج اور اسلامی تراث پر اس کے اثرات: تحقیقی مطالعہ

A Study of the Method of Imam Shafi'i in the Formation of Hadith Sciences and Its Impacts on Islamic Literature

ABSTRACT

Islam being the last divine religion by Allah, the Exalted, has been gifted such exceptional scholars who, in different periods, interpreted its teachings to make them address the challenges of the time. The personality of *Imam Al-Shāfi'ī* is also one of those giants who served Islam in different capacities. He is famous for being an Imam in Islamic Jurisprudence and founder of the *Shāfi'ī* school of thought but he had great expertise in the field of *Hadith* too. He learnt *Hadith* from famous Hadith masters of the time, *Imam Malik b. Anas, Sufyan ibn Uyaynah* and *Muhammad al-Shaybani*. The period in which he opened his eyes was a period of development of Hadith sciences. The paper discusses the valuable efforts of *Imam Al-Shāfi'ī* not only in countering the narrative of Hadith deniers but also in the role he has played in the field of Hadith sciences. *Al-Shāfi'ī* emphasised the final authority of *Hadith* so that even the Qur'an was to be interpreted in the light of *Hadith*. While traditionally the Quran is considered above the *Sunnah* in authority, *Al-Shafi'i* forcefully argued that technically, the *Sunnah* stands on equal footing with the Holy Quran. He left behind a rich legacy of knowledge that has influenced many Muslim generations to come. The famous book, *Musnad al-Imam Al-Shāfi'ī* witnesses the efforts rendered by *Imam Shafi'i* in the *Hadith* field. In this book, he has discussed extensively the different types of *Hadith* and has also canonized Hadith terminology. He was extensively skilled in the fields of *Asma-al-Rijal* and *Jah wa Ta'dil*. His books *Kitab al-Umm* and *al-Risalah* are quite famous, in Hadith sciences other than jurisprudence.

Keywords: *Imam Al-Shāfi'ī, Hadith Sciences, Musnad al-Imam Al-Shāfi'ī, Kitab al-Umm, Asma-al-Rijal, Jah wa Ta'dil*

تعارف:

امام شافعی کی زندگی کا اکثر حصہ درس وتدریس، علمی مباحث، مسائل کے استنباط اور افتاء وغیرہ میں گذرا۔اس کے باوجود آپ نے مختلف موضوعات پر تصنیف وتالیف کی گراں قدر خدمات انجام دی ہیں۔امام شافعی نے اپنی فقہ میں کئی قدیم مذاہب کو سمیٹ لیا ہے۔ان کو ایک طرف امام مالک سے فقہ مدنی یا مالکی مذہب تو دوسری طرف امام محمد بن حسن شیبانی سے فقہ عراقی یا حنفی مذہب کو حاصل کرنے اور دونوں علمی حلقوں کے سرمایہ کا حامل بننے کا موقع ملا، اس لئے شافعی مذہب دونوں حلقوں کے مزاج ومزاق کی جامع ہے۔نہ ظاہر نص پر جمود محض اور نہ قیاس سے بالکل پہلو تہی ہے اور نہ ہی نصوص کے مقابلے میں قیاس ورائے کی اتباع ہے، نہ نصوص کے الفاظ پر قناعت اور شریعت کے مصالح ومقاصد سے اغماز (اہمیت نہ دینا) ہے، نہ لوگوں کی ضرورتوں اور چاہتوں سے بے اعتنائی (بے توجہی) ہے۔ گویا یہ مذہب منقول (قرآن، سنت، واجماع) ومعقول (قیاس واستنباط) دونوں کا جامع ہے۔

عبد الرحمن بن مہدی نے امام شافعیؒ سے عرض کیا کہ میرے لئے کوئی ایسی کتاب تصنیف فرمادیں، جس میں قرآن عظیم کے معانی معتبرہ، احادیث اور ان کے ساتھ اجماع اور ناسخ ومنسوخ کا بھی بیان ہو۔ آپ نے "کتاب الرسالہ" کے نام سے ایک کتاب لکھی جو مذکورہ بالا تمام مقاصد پر مشتمل تھی۔فن حدیث میں امام شافعی کی روایات کو "کتاب الام" اور "کتاب "المبسوط" میں ان کے تلامذہ نے جمع کیا ہے، لیکن جو کتاب امام شافعی کی روایات کی جامع ہے وہ "مسند الشافعی" ہے۔یہ کتاب ان احادیث مرفوعہ کا مجموعہ ہے جنہیں امام شافعی خود اپنے تلامذہ کے سامنے بیان کرتے تھے۔ امام شافعی کی بعض روایات کا ابو العباس محمد بن یعقوب الاصم نے ربیع بن سلیمان المرادی سے سماع کرکے ان کو کتاب "الام" اور کتاب "المبسوط" کے ضمن میں جمع کر دیا تھا۔ابو العباس الاصم نے ان تمام روایات کو ایک جگہ جمع کرکے مجموعہ کا نام "مسند الشافعی" رکھ دیا۔ کسی بھی شخص کے لئے علم میں نمایاں مقام حاصل کرنے کی چار بنیادیں ہیں، ان میں سے کوئی بھی بنیاد اس کو آگے بڑھانے میں معاون ہوتی ہے، اگر یہ سب جمع ہو جائیں تو اس کی ترقی میں کوئی چیز رکاوٹ نہیں ہوتی، توگویا اس کی شخصیت کی تعمیر کے ارکان اربعہ ہیں: باکمال اساتذہ کی فراہمی اور ان کی ہمت افزائی، فہم وذکاء اور ذہانت، علمی یکسوئی، محنت وطلب اور جہد مسلسل، خداداد قوت حافظہ۔اگر ہم امام شافعی کی شخصیت کی تعمیر میں ان بنیادوں کو تلاش کریں تو یہ ارکان اربعہ نمایاں طور پر نظر آتے ہیں۔امام ابو عبد اللہ محمد بن ادریس شافعی دوسری صدی ہجری کے عظیم امام اور مجتہد تھے۔امام شافعی کا دور علم اور عرفان کے عروج کا دور تھا، ہر طرف علم وحکمت کے دھارے بہہ رہے تھے۔ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی پہنچائی ہوئی احادیث تابعین کے سینوں میں محفوظ تھیں اور ان کے سینوں سے علوم وفنون کے سفینے منتقل ہو رہے تھے۔امام شافعی کو امام مالک اور امام محمد بن حسن شیبانی جیسے یکتائے روزگار حضرات

سے استفادہ کا فخر حاصل ہوا، امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی تصانیف کے مطالعے کا موقع ملا اور کبار تابعین سے روایت کرنے کا شرف حاصل ہوا۔ احادیث رسول ﷺ کے حصول کا شوق انہیں بہت بے تاب رکھتا تھا۔ حالت یہ ہو چکی تھی کہ آپ کوئی حدیث سنتے تو فوراً از بر کر لیتے۔ پھر کبھی اسکو کپڑے پر لکھ لیتے تھے، کبھی کھال پر، کبھی اوراق پر، جو کچھ یاد ہوتا، اس کو قلمبند کر لیتے۔ آپ اپنے بارے میں خود فرماتے ہیں:

"كنت اجالس العلماء واحفظ الحديث والمسئلة وكان منزلنا بمكة فى شعب الخيف وكنت انظر الى العظم يلوح فاكتب فيه الحديث والمسئلةوكان لنا جرة قديمة فاذاامتلا العظم طرحته فى الجرو"[1]

"میں علماء کی مجلسوں میں شریک ہوتا تو احادیث ومسائل یاد کرتا۔ ہمارا گھر مکہ کے اندر شعب الخیف میں تھا، میں ہڈیاں جمع کرتا اور ان پر حدیثیں اور مسئلے لکھ لیا کرتا۔ ہمارے پاس ایک پرانا گھڑا تھا، جب ہڈیاں زیادہ ہو جاتیں، تو ان کو گھڑے میں رکھ دیتا۔"

مکہ میں آپ نے مسلم بن خالد الزنجی کے علاوہ مشہور محدث سفیان بن عینیہؒ سے استفادہ کیا تھا اور وہ امام شافعی کے علم و فضل کے بہت زیادہ معترف تھے۔ امام مسلم بن خالد الزنجی کی محفل میں امام مالک کا ذکر بار بار ہوتا تھا جس کی وجہ سے امام شافعی کا امام مالک سے حدیث کے سماع کا ذوق اور شوق پیدا ہوا۔ امام شافعی نے تنگ حالی کے باوجود مدینہ منورہ کے سفر کا فیصلہ کیا۔ انہوں نے ایک شخص سے مؤطا امام مالک مستعار لی اور اس کو پھر نو راتوں میں مکمل طور پر حفظ کر لیا۔ چنانچہ انہیں اس طرح احادیث رسول ﷺ کے ساتھ ساتھ امام مالک کے اجتہادات پر بھی عبور حاصل ہو گیا۔

امام شافعی کا ایک بڑا کارنامہ حضور ﷺ کے اقوال کی اہمیت اور آپ کی سنن کی عظمت کو معاشرے میں جاری و ساری اور عام کرنا ہے۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ تمام فقہاء نے حضور علیہ الصلوۃ والسلام کے اقوال و سنن کو اہمیت دی، مگر امام شافعی نے جس ہمت اور قوت کے ساتھ اس کو اپنی زبان اور قلم سے بیان کیا، اس نے علمی فضا پر خاصا گہرا اثر ڈالا۔

امام شافعی وہ ہستی ہیں جس کو ناصر الحدیث کے لقب سے نوازا گیا اور فکر اسلامی کی تاریخ نے آپکو ملتزم السنت قرار دیا ہے۔ تمام مجتہدین کتاب اللہ کے بعد سنت رسول ﷺ کو شریعت اسلامیہ کا مصدر ثانی تسلیم کرتے ہیں۔ چنانچہ امام شافعی بھی کتاب اللہ کے بعد سنت ﷺ کی طرف رجوع کرتے ہیں اور آپ اس کو مصدر تشریع قرار دیتے ہیں۔ لیکن آپ تشریعی نقطہ نظر سے قرآن و سنت کو ایک ہی مرتبہ میں رکھتے ہیں۔ جس طرح قرآن مجید واجب الاتباع ہے اسی طرح آپ حدیث کو بھی واجب

الاتباع سمجھتے ہیں۔ اور اس میں آپ یقین وظن کا بھی فرق نہیں کرتے۔ حدیث کی اس تائید کی وجہ سے آپ کو ناصر "السنہ" کے نام سے موسوم کیا گیا ہے۔[2]

امام شافعی نے جس دور میں آنکھ کھولی اس میں آپ کا ایسے لوگوں سے واسطہ پڑا جو سنت کی حجیت کے منکر تھے۔ ان میں ایسے لوگ بھی شامل تھے جو سرے سے سنت کو تسلیم ہی نہیں کرتے تھے اور ایسے لوگ بھی تھے جو قرآنی احکام کے علاوہ سنت سے ثابت احکام کا انکار کرتے تھے۔ ان کے نزدیک سنت کے ذریعے قرآن کی وضاحت اور تبیین تو ہو سکتی ہے لیکن اس پر اضافہ نہیں ہو سکتا اور وہ لوگ بھی ان میں شامل تھے جو خبر آحاد کی حجیت کے منکر تھے۔ چنانچہ امام شافعی نے دلائل سے اس بات کو ثابت کیا کہ اثبات احکام میں سنت بھی حجت ہے، اگرچہ خبر واحد ہی کیوں نہ ہو۔[3]

منکرین حدیث کی اقسام:

منکرین حدیث کو ہم تین گروہوں میں تقسیم کر سکتے ہیں۔

- وہ منکرین حدیث جو سنت کی حجیت کا مطلقاً انکار کرتے ہیں۔
- وہ منکرین حدیث جو صرف ان احادیث کو ہی تسلیم کرتے ہیں جو کہ قرآن مجید سے مطابقت رکھتی ہوں۔
- وہ منکرین حدیث جو صرف مشہور احادیث کے ہی قائل ہیں۔

حدیث سے استدلال کرنے کے لیے امام شافعی کے ہاں یہ شرط ہے کہ وہ حدیث متصل ہو اور اس کی سند صحیح ہو۔ اس کے علاوہ امام شافعیؒ دیگر شرائط کو ضروری قرار نہیں دیتے۔ جبکہ احناف کے نزدیک شرط یہ ہے کہ راوی کا عمل اس کی روایت کے مخالف نہ ہو یا حدیث مشہور مضمون اور معنی کے اعتبار سے اس کی تائید کرتی ہوں۔[4]

جس طرح کتاب اللہ کے بارے میں امام شافعی کا یہ اصول ہے کہ ظاہری معنی کو چھوڑ کر کوئی دوسرا مفہوم اختیار کرنے کی جب تک کوئی مضبوط دلیل موجود نہ ہو تو اس وقت تک اس کے ظاہری معنی مراد لئے جائیں گے۔ ایسے ہی جب احادیث کے مصداق میں کئی معانی کا احتمال ہو تو وہ معنی مراد لینا زیادہ اولیٰ ہو گا جو ظاہری حدیث سے زیادہ قریب تر ہو۔[5]

آپ کا اصول یہ ہے کہ جب دو یا چند احادیث باہم متعارض ہوں تو وہ حدیث قبول کی جائے گی جس کی سند زیادہ صحیح ہو۔ اس کے راوی بلند پایہ اور محتاط ہوں۔ امام شافعی نے اپنی مشہور کتاب "الرسالہ" میں حجیت حدیث و سنت رسول ﷺ کا اثبات اور منکرین حدیث کا رد جس انداز میں کیا ہے ان میں سے چند صورتیں یہ ہیں:

(1) ایمان بالرسول ﷺ:

آپ فرماتے ہیں کہ رب کائنات نے حضور علیہ الصلوۃ والسلام پر ایمان کو اسی طرح لازم قرار دیا ہے جس طرح خود اپنے لئے اور ایمان بالرسول ﷺ کا مطلب یہ ہے کہ حضور علیہ الصلوۃ والسلام کے اقوال و افعال و تقریرات کی اطاعت واجب ہے اور اس واجب کی روسے سنت نبویہ ﷺ بھی شریعت کا ایک مصدر ٹھہرتی ہے۔ جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

"فَآمِنُوا بِاللَّهِ وَرَسُولِهِ النَّبِيِّ الْأُمِّيِّ الَّذِي يُؤْمِنُ بِاللَّهِ وَكَلِمَاتِهِ وَاتَّبِعُوهُ لَعَلَّكُمْ تَهْتَدُونَ"[6]

"تو ایمان لاؤ اللہ پر اس کے رسول امی نبی ﷺ پر اس کے ارشاد کو تسلیم کرو اس کی پیروی کرو تاکہ ہدایت پاجاؤ"

آپ فرماتے ہیں کہ اس آیت سے واضح طور پر ثابت ہوتا ہے کہ ایمان بالرسول ﷺ اسلام کا جزو ہے۔ اور یہ بات بھی کسی طرح معقول نہیں ہے ایمان بالرسول ﷺ تو واجب ہو لیکن حضور علیہ الصلاۃ والسلام کے اقوال و افعال اور تقریرات کا اتباع واجب نہ ہو۔[7]

(2) کتاب وحکمت:

سنت کی حجیت پر دلائل دیتے ہوئے امام شافعی فرماتے ہیں کہ اللہ سبحانہ وتقدس نے اپنی کتاب میں فرمایا ہے کہ رسول اللہ ﷺ لوگوں کو کتاب اور حکمت کی تعلیم دیتے ہیں:

" رَبَّنَا وَ ابْعَثْ فِيهِمْ رَسُولًا مِّنْهُمْ يَتْلُو عَلَيْهِمْ آيَاتِكَ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَيُزَكِّيهِمْ ۚ إِنَّكَ أَنتَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ "

" اے ہمارے رب ان میں انہی میں سے ایک ایسا رسول بھیج جو ان پر تیری آیات کی تلاوت کرے اور انہیں کتاب اور حکمت کی تعلیم دے اور ان کا تزکیہ کرے بیشک تو ہی عزت اور حکمت والا ہے۔"

ایک اور مقام پر اللہ جل شانہ ارشاد فرماتے ہیں:

" كَمَا أَرْسَلْنَا فِيكُمْ رَسُولًا مِّنكُمْ يَتْلُو عَلَيْكُمْ آيَاتِنَا وَيُزَكِّيكُمْ وَيُعَلِّمُكُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ "[8]

"ہم نے تم میں سے تمہارے درمیان رسول بھیجا کہ تمہارے سامنے ہماری آیتوں کی تلاوت کرتا ہے اور تمہیں پاک کرتا ہے اور تمہیں کتاب اور حکمت سے سکھاتا ہے۔"

آپ فرماتے ہیں کہ ان آیات میں اور ایسے ہی ان جیسی دیگر آیات میں کتاب سے مراد قرآن مجید اور حکمت سے مراد سنت نبویہ ﷺ ہے۔ اس لئے کہ حکمت کا ذکر کتاب کے ساتھ ساتھ آیا ہے اور اللہ رب العزت نے اطاعت رسول ﷺ کو لوگوں پر فرض کیا ہے اور لوگوں کو امر رسول کے اتباع کا حکم دیا ہے۔ لہذا لازمی طور پر کتاب اللہ کے بعد سنت رسول ﷺ کا ہی درجہ آتا ہے پس کتاب اور حکمت کا اقتران، کتاب و سنت کا احترام ہے۔[9]

(3) تبلیغ رسالت کا حکم:

تمام رسولوں کی چار اہم ذمہ داریوں کا ذکر قرآن کریم میں متعدد بار آیا ہے۔ ان میں سب سے پہلی اور اہم ذمہ داری تبلیغ رسالت ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سب سے زیادہ توجہ اس طرف دی ہے۔ کفار کی ایذ ارسانیوں کو سہہ سہہ کر اور پر مشقت سفر کر کر کے آپ انفرادی اور اجتماعی طور پر لوگوں سے ملتے اور انکے کڑے کسیلے جواب سننے کے باوجود آپ ﷺ نے پوری ذمہ داری سے تبلیغ رسالت کا فریضہ انجام دیا۔ تبلیغ کا حکم رب کائنات نے اپنے حبیب علیہ الصلوۃ والسلام کو ان الفاظ میں دیا ہے:

" يَا أَيُّهَا الرَّسُولُ بَلِّغْ مَا أُنزِلَ إِلَيْكَ مِن رَّبِّكَ ۖ وَإِن لَّمْ تَفْعَلْ فَمَا بَلَّغْتَ رِسَالَتَهُ ۚ وَاللَّهُ يَعْصِمُكَ مِنَ النَّاسِ"[10]

"اے رسول ﷺ آپ کے رب نے جو وحی آپ کی طرف اتاری ہے اس کی تبلیغ کریں اور اگر آپؐ نے ایسا نہ کیا تو گویا پیام رسالت کو نہ پہنچایا۔ اللہ تعالی آپ کو لوگوں کے شر سے ہر طرح محفوظ رکھے گا۔"

امام شافعی فرماتے ہیں کہ اس آیت سے ثابت ہوتا ہے کہ نبی کریم ﷺ جو کچھ بھی فرمایا کرتے تھے وہ اپنی طرف سے نہیں، بلکہ حقیقت میں حکم خداوندی ہوتا تھا۔ جیسا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: "اللہ عزوجل نے جس چیز کا حکم دیا، میں نے تمہیں اسی بات کا حکم دیا ہے اور ایسی کوئی چیز نہیں چھوڑی۔ ایسے ہی خدائے ذوالجلال نے تمہیں جس چیز سے منع کیا ہے، میں نے بھی اسی کی ممانعت کی ہے اور ایسی کوئی چیز نہیں چھوڑی۔"

آپ فرماتے ہیں کہ جب صورتحال یہ ہے کہ نبی کریم ﷺ کے تمام اقوال اور آپ ﷺ کے سارے افعال رب قدوس کی امر و نہی کا بیان ہے تو پھر بے شک مسلمانوں کو یہ حق حاصل ہے کہ اس سے حجت پکڑیں اور اس نور کی روشنی میں امر الٰہی کی معرفت حاصل کریں۔[11]

4۔ امام شافعی اور علوم حدیث:

علم حدیث اور اس کے متعلقات میں امام شافعی کی جداگانہ حیثیت کا اعتراف خود آپ کے اساتذہ کو بھی تھا۔ چنانچہ اسی کا نتیجہ تھا کہ ان کی کتابوں کی سماعت کے لیے ان کے پاس بیک وقت سات سو تشنگان علم کا ہجوم رہتا تھا۔ امام احمد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ مجھے ناسخ و منسوخ حدیث کا پتہ اسی وقت چلا، جب امام شافعی کی خدمت میں حاضر ہوا اور آپ سے تعلیم حاصل کی۔ امام ابو حاتم رازی کا قول ہے: اگر امام شافعی نہ ہوتے تو اصحاب حدیث تاریکی میں رہتے۔[12]

1. مسند الامام الشافعی:

یہ کتاب ان احادیث مرفوعہ کا مجموعہ ہے، جو خود امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ اپنے شاگردوں کے سامنے بیان فرمایا کرتے تھے اور روایت کرتے تھے اور ان احادیث میں سے جو حدیثیں ابو العباس محمد بن یعقوب الاصم نے ربیع بن سلیمان المرادی سے سن کر کتاب "الام" اور کتاب "" المبسوط" کے ضمن میں جمع کی تھیں۔ ابو العباس الاصم نے ان تمام روایات کو ایک جگہ جمع کر کے مجموعہ کا نام "مسند الشافعی" رکھ دیا۔ مسند شافعی کے 68 ابواب اور احادیث کی تعداد 1779 ہیں اور ایک بڑی جماعت نے اس کی شروحات لکھی ہیں، جن میں ابن الاثیر الجزری کی شرح "کتاب شافی عینی فی شرح مسند شافعی" پانچ جلدوں میں ہے۔ علامہ رافعی کی "الشرح الکبیر" دو جلدوں میں اور حافظ سیوطی کی "شرح مسند شافعی" بھی بہت مشہور ہے۔ علوم حدیث کی جملہ انواع و اقسام میں فقہ الحدیث، اصول الحدیث، علم رجال الحدیث یا علم الجراح و التعدیل، علل الحدیث، مختلف الحدیث و مشکل الحدیث اہم ترین عنوانات ہیں جن میں امام شافعی کو ملکہ حاصل تھا اور آپ کو ان تمام اقسام میں مہارت حاصل تھی۔

2۔ فقہ الحدیث:

فقہ الحدیث سے مراد ان معانی اور مطالب کا جاننا اور سمجھنا ہے کہ جن کو عمل میں لانے کا یا تو مطالبہ کیا جاتا ہے، یا پھر ان پر عمل و اہتمام پسندیدہ ہوتا ہے۔ یعنی حدیث سے واضح ہونے والے اور مستنبط ہونے والے احکام و آداب کا جاننا۔ امام شافعی سے پہلے سینکڑوں محدثین کا حال یہ تھا کہ ان کی ساری توجہ سماع کی کثرت اور روایت حدیث پر تھی اور فقہ الحدیث سے ان کا کوئی تعلق نہیں تھا۔ امام احمدؒ فرماتے ہیں:

"ما كان اصحاب الحديث يعرفون معاني احاديث رسول الله صلى الله عليه وسلم حتى قدم الشافعي فبينها لهم۔"[13]

"اصحاب حدیث احادیث کے معنی کو نہیں جانتے تھے حتی کہ امام شافعی تشریف لائے اور ان کے سامنے معانی کو واضح کیا۔"

امام شافعی کو فقہ الحدیث میں سب سے جداگانہ اور ممتاز حیثیت حاصل تھی، تمام محدثین عصر اور فقہائے دہر نے اس میں آپ کی امامت کو تسلیم کیا ہے، بلکہ آپ کے اساتذہ نے بھی اس چیز کا اعتراف کیا ہے۔

فقہ الحدیث کی ایک مثال:

مشہور حدیث ہے: "اقروا الطیر فی مکناتھا" اور بعض روایات میں "وکناتھا" ہے۔[14] حجاز و عراق کے تمام محدثین اس کا یہی مطلب سمجھتے تھے کہ رات کے وقت جب پرندے اپنے گھونسلوں میں ہوں تو ان کا شکار نہ کرو۔ سفیان بن عیینہ کے ذہن میں بھی یہی بات تھی۔ امام شافعی نے اس کی یہ تشریح کی ہے کہ اصل میں عربوں کی یہ عادت تھی کہ سفر شروع کرنا ہوتا تو پرندوں کو گھونسلوں سے اڑاتے، اگر پرندہ داہنی طرف کو جاتا تو سفر کو مبارک خیال کرتے اور روانہ ہو جاتے اور اگر بائیں طرف کو جاتا تو بدشگونی لیتے اور سفر کا ارادہ ترک کر دیتے۔ لہٰذا عقیدے کی اس کمزوری کو دور کرنے کے لئے یہ بات کہی گئی کہ سرے سے ایسا کام ہی نہ کرو۔ سفیان بن عیینہ نے جب اس تشریح کو سنا تو اپنی پہلی تشریح سے رجوع کر لیا اور پھر یہی تشریح کرنے لگے۔[15]

3۔ علم اصول الحدیث:

جہاں تک علم اصول حدیث کا تعلق ہے تو اس میں امام شافعی کی امامت کے لئے صرف یہی بات کافی ہے کہ آپ پہلے آدمی ہیں، جنہوں نے احادیث کے متعدد اصول و قواعد پہلی دفعہ اپنے اجتہاد سے وضع کئے۔ چنانچہ احادیث کی اصولی مباحث آپ کی مختلف تصانیف میں موجود ہے، بالخصوص آپ کی تصنیف "الرسالہ" میں یہ اصول جابجا بکھرے ہوئے ہیں۔ ایسے ہی امام شافعی سے متعلق لکھی ہوئی ابتدائی کتب میں، بالخصوص ابن ابی حاتم کی "آداب الشافعی و مناقبہ" میں اور امام بیہقی کی "مناقب الشافعی" میں اصول حدیث سے متعلق بہت سی باتیں امام شافعی سے مذکور ہیں۔

امام شافعی کی کتاب الرسالہ اصول فقہ کی سب سے پہلی کتاب ہے، لیکن اہل نظر محققین نے اس کو اصول حدیث کی بھی پہلی کتاب شمار کیا ہے۔ عہد حاضر کے ایک معروف عالم دین، محقق و محدث ڈاکٹر شیخ نور الدین عتر لکھتے ہیں: امام شافعی نے "الرسالہ" میں قابل حجت حدیث پر جو کلام کیا ہے اور حدیث صحیح کی جو شرائط بیان کی ہیں، راوی کے حفظ کے لئے جو شرط لگائی ہے اور بالخصوص روایت بالمعنیٰ پر جو بحث کی، مدلس اور اس کی حدیث کی قبولیت پر جو کلام کیا ہے اور ان کے علاوہ اصول حدیث پر جو دیگر مباحث کی ہیں۔ یہ علوم حدیث کی اولین چیزیں ہیں جو اس کتاب میں مدون طور پر موجود ہیں۔[16]

4۔ علم اسماء الرجال:

علم اسماء الرجال حضور علیہ الصلوۃ والسلام کے دور مبارک سے ہی شروع ہو گیا تھا۔ چنانچہ اس حوالے سے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالی عنہ اور حضرت عائشہ رضی اللہ تعالی عنہا ماہر انساب تھے اور انساب کی مہارت علم اسماء الرجال سے ہی متعلق ہے۔

صحابہ کرام رضی اللہ تعالی عنہ میں سے اس حوالے سے مشہور شخصیات درج ذیل ہیں:

" حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالی عنہ، حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالی عنہ، حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالی عنہ، حضرت عبد اللہ ابن عباس رضی اللہ تعالی عنہ، عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالی عنہ اور حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالی عنہ وانس بن مالک رضی اللہ تعالی عنہ۔ تابعین میں سے سعید بن جبیر، ابراہیم نخی، عامر الشعبی اور حسن بصری رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے اس حوالے سے کلام فرمایا ہے۔ اسی طرح ایوب سختیانی، عبد اللہ بن عون، سفیان ثوری، مالک بن انس، امام اوزاعی اور امام شافعی رحمتہ اللہ علیہ کا نام اس میں بالخصوص نمایاں ہے۔"[17]

علم اسماء الرجال، علم حدیث میں اس سے مراد حدیث کا وہ خاص شعبۂ علم ہے جس میں رجال حدیث یعنی راویوں کے حالات، پیدائش، وفات، اساتذہ و تلامذہ کی تفصیل، طلب علم کے لیے سفر، ثقہ و غیر ثقہ ہونے کے بارے میں ماہرینِ علم حدیث کے فیصلے درج ہوں۔

یہ علم بہت وسیع، مفید اور دلچسپ ہے۔ امام شافعی علم اسماء الرجال کے ماہر تھے۔

امام احمد بن حنبلؒ فرماتے ہیں کہ: میں مکہ میں امام شافعی کی مجلس میں بیٹھتا تھا اور اسماء الرجال کے سلسلے میں آپ سے مذاکرہ کرتا تھا، مثلاً وہ کہتے ہیں کہ ہم نے حضرت عمرؓ کی یہ احادیث اہل مدینہ سے حاصل کیں، فلاں بن فلاں نے ہم سے بیان کیا، اور فلاں بن فلاں نے اس کو نقل کیا، اس طرح وہ ایک ایک آدمی کا نام لیتے اور میں ایک جماعت کا ان کے سامنے ذکر کرتا، پھر مکے کے رجال کا سلسلہ شروع کرتے اسی طرح میں بھی مکی رجال کا ذکر کرتا۔[18]

جرح و تعدیل کے بارے میں امام شافعی نے خود اصول متعین کیے ہیں، آپ فرماتے تھے کہ کوئی کسی کو مجروح قرار دے اور سبب بیان نہ کرے تو یہ قابل قبول نہیں۔ غیر مفسر کی جرح کو قبول کرنا احتیاط کے خلاف ہے، اس لئے کہ بعض اوقات آدمی ایسی وجہ سے مجروح قرار دیتا ہے جو حقیقت میں جرح کا سبب نہیں ہو سکتا۔ پھر بڑے بڑے آئمہ احادیث بالخصوص بخاری اور مسلم نے اسی رائے کو اختیار کیا۔ جیسا کہ خطیب بغدادی نے الکفایہ میں اس کو بیان کیا ہے۔

امام شافعی کا شمار اسماء الرجال پر گفتگو کرنے والوں کی تیسری قسم میں ہوتا ہے، پہلی قسم وہ جنہوں نے اکثر رواۃ پر کلام کیا ہے۔ جیسے ابن معین اور ابوحاتم رازی۔ دوسری قسم وہ جنہوں نے بہت سے راویوں پر کلام کیا۔ جیسے مالک اور شعبہ۔ تیسری قسم وہ جنہوں نے متعدد راویوں پر کلام کیا ہے۔ جیسے ابن عیینہ اور شافعی۔[19]

5۔ علم علل الحدیث:

یہ علم حدیث رسول کے متعلقہ علوم میں سے نہایت افضل و اشرف اور دقیق علم ہے۔ علل الحدیث، علم الحدیث کا ایک بڑا مشکل میدان ہے۔ اس علم میں گفتگو و رائے زنی کے اہل وہی محدثین ہیں جو علوم الحدیث میں نہایت راسخ، قوی حافظہ اور روشن فکر رکھنے والے ہوں۔ اسی وجہ سے علل الحدیث کے موضوع پر صرف انہیں محدثین نے گفتگو فرمائی ہے جو اس فن میں یکتائے روزگار تھے۔ اس لئے کہ محدثین کی اصطلاح میں علت ان پوشیدہ اور دقیق اسباب یا امور کو کہتے ہیں جو حدیث کی صحت کو مجروح قرار دیں جب کہ بظاہر حدیث میں کوئی عیب نہ پایا جاتا ہو۔[20]

اس فن کے حوالے سے جو طبیب الحدیث شخصیات تھیں، ان میں ابن المدینی، امام شافعی، امام احمد بن حنبل، امام بخاری، ابوحاتم اور دار قطنی رحمۃ اللہ علیہم اجمعین شامل ہیں۔ علم حدیث کی باریکیوں پر امام شافعی کی نظر اور علل الحدیث میں مہارت کا اندازہ اس بات سے بھی ہوتا ہے کہ بڑے بڑے محدیثین اور حدیث کے نقاد آپ کی بارگاہ میں حاضر ہوتے اور آپ کے سامنے مختلف احادیث کو پیش کرتے اور بعض اوقات آپ خود نقد کرنے والوں کی کمزوری دکھاتے اور علل سے متعلقہ ان باریک باتوں پر بھی ان کی توجہ دلاتے، جس کی طرف ان کی نظر نہیں ہوتی تھی۔ امام شافعی رجال کے ساتھ ساتھ علل کے بھی ماہر تھے۔

محدثین کی اصطلاح میں علت ایسے مخفی سبب کو کہتے ہیں جس کی وجہ سے حدیث نبویؐ کی صحت پر برا اثر پڑتا ہے۔ عام طور پر یہ بات عام اہل علم کی نگاہوں سے پوشیدہ رہتی ہے، اس کے لیے حدیث پر وسیع نظر رجال کی گہری واقفیت اعلیٰ درجے کے فہم و بصیرت کی ضرورت ہوتی ہے۔ علم حدیث کی باریکیوں پر امام شافعی کی نظر اور علل میں مہارت کا اندازہ اس سے ہوتا ہے کہ بڑے بڑے محدثین اور نقاد الحدیث آپ کی خدمت میں حاضر ہوتے اور آپ کے سامنے مختلف حدیثیں پیش کرتے، بعض اوقات خود نقد کرنے والوں کی کمزوری دکھاتے اور علل کی باریک باریک باتوں پر ان کو توجہ دلاتے، جس سے وہ حیرت میں مبتلا ہو جاتے۔

علل میں امام شافعی کے مہارت کی ایک مثال:

امام شافعی کی علل میں مہارت کا اندازہ اس مثال سے لگایا جا سکتا ہے۔ امام مالک عکرمہ مولی ابن عباس کو ثقہ نہیں سمجھتے تھے اور نہ ان کی روایات کو قبول کرتے تھے، مگر مؤطا میں ایک روایت ثور بن زید عن عکرمہ عن مولی ابن عباس نقل کی ہے۔ "انه قال الذی یصیب اهله قبل ان یفیض یعتمروا ویهدی" سند اس طرح ذکر کرنے کے بعد کہتے ہیں:[21] " لا اظنه الا عن

ابن عباس "امام شافعی اس کا تذکرہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں: امام مالک عکرمہ سے روایت کرنے کو صحیح نہیں سمجھتے، اس لیے یہاں پر یہ گمان کیا کہ عکرمہ یہاں درمیان میں نہیں ہوں گے، ثور نے خود ابن عباس سے روایت کیا ہوگا، جب کہ مالک خود قطعیت کے ساتھ ابن عباس کا قول عطا کی روایت سے اس کے خلاف روایت کر رہے ہیں اور عطاء ان کے نزدیک بھی اور سب کے نزدیک ثقہ ہیں۔ تعجب ہے کہ عکرمہ سے روایت کرنا، صحیح نہ سمجھنے کے باوجود جب ان کے علم کی ضرورت پڑی اور اپنے قول کی تائید اس سے معلوم ہوئی تو ان کا اس موقع پر نام لے رہے ہیں، جبکہ دوسرے موقع پر ان کا ذکر ہی نہیں کرتے اور حقیقت یہ ہے کہ ثور نے ابن عباس کا زمانہ ہی نہیں پایا تو ابن عباس سے ان کی روایتیں منقطع ہیں۔[22]

6۔ علم مختلف الحدیث:

علم حدیث میں امام شافعی کی امامت کے گوشوں میں ایک اہم گوشہ مختلف الحدیث میں امام شافعی کا کمال اور امامت ہے۔ مختلف الحدیث سے مراد ایسی حدیثیں ہیں جو ایک دوسرے کی مخالف ہوں جن میں ظاہری طور پر تعارض ہو۔ اس تعارض کو رفع کر کے حقیقت کو بیان کرنے کا نام علم مختلف الحدیث ہے۔ اس کو مشکل الحدیث یا تاویل الحدیث بھی کہتے ہیں۔

اکثر علماء و مورخین نے اس بات کی تصدیق فرمائی ہے کہ امام شافعی سب سے پہلے شخص ہیں جنہوں نے مختلف الحدیث پر کلام کیا۔ امام نووی ؒ فرماتے ہیں کہ امام شافعی کی کتاب اختلاف الحدیث کی صنف میں مشہور و جامع کتاب ہے۔ آپ کے مقاصد میں شامل رہا ہے کہ ایسے طرق بیان کر دیئے جائیں جن سے اختلاف حدیث کی وجوہات کی معرفت حاصل ہو اور اس حدیث کو قواعد کی رو سے منطبق کرنے کے بعد حقائق تک پہنچایا جا سکے۔[23]

علامہ عراقی فرماتے ہیں: فن علم مختلف الحدیث ایسی نوع ہے جس میں جمہور محدثین وفقہاء نے علمی کلام کیا ہے مگر امام شافعیؒ وہ صف اول کے امام ہیں جنہوں نے علم مختلف الحدیث کو متعارف کروایا اور اکثر احادیث کی تطبیق "کتاب الام" میں بیان کر دی۔[24]

شاہ ولی اللہ کے بقول:

احادیث کے اختلاف کی وجہ سے صورتحال بہت نازک ہوگئی تھی۔ چنانچہ ایسے اختلافات سامنے آرہے تھے جو ان کے تصور میں بھی نہیں ہوتے تھے، اس وجہ سے لوگ حیران اور پریشان تھے کوئی راستہ نہیں مل رہا تھا، حتی جاءهم تائيد من ربهم، فالهم الشافعی قواعد جمع هذه المختلفات، وفتح لمن بعده بابا وای باب[25]

امام شافعی کی صورت میں اللہ تعالی کی طرف سے مدد آئی، امام شافعی نے اختلافی احادیث کو جمع کرنے کے اصول و قواعد و ضوابط وضع کیے اور انہوں نے بعد میں آنے والوں کے لیے ایک دروازہ کھولا اور کیسا شاندار دروازہ کھولا۔

امام شافعی اس میدان میں سب کے امام تھے۔ اس موضوع پر آپ نے سب سے پہلی کتاب "اختلاف الحدیث" کے نام سے تصنیف کی ہے۔ آپ کے زمانے میں کچھ ایسے لوگ بھی ظاہر ہو چکے تھے جو غیر متواتر احادیث کی حجیت کا مطلقاً انکار کرنے لگے تھے، جس کا ایک بڑا سبب بہت سی احادیث کا ظاہری طور پر تعارض تھا۔ اس فتنے کی سرکوبی کے لیے اللہ تعالی نے امام شافعی کو ہمت اور طاقت دی، چنانچہ آپ نے پوری قوت اور اعتماد کے ساتھ خبر آحاد کی حجیت ثابت کی اور منکرین حدیث کا رد فرمایا، آپ کی کتاب "اختلاف الحدیث" اسی پس منظر میں ہے۔ یہ آپ کے تجدیدی کارناموں میں سے ایک ہے۔[26]

7۔ امام شافعی اور اصطلاحات حدیث:

جب ہم تاریخ پر نظر دوڑاتے ہیں تو پتا چلتا ہے کہ ایک بات جو صرف علم حدیث میں نہیں، بلکہ دیگر علوم تفسیر میں ،اصول فقہ میں ہر فن میں مشترک ہے کہ کسی بھی چیز کی حقیقت یا اس کا تصور پہلے جنم لیتا ہے اور پھر اس کے بارے میں اصطلاحات بعد میں آتی ہیں۔ حدیث، تفسیر اور فقہ کی اصطلاحات حضور ﷺ کے عہد مبارک میں وجود نہیں رکھتی تھیں اور ایسے ہی صحابہ کرام کے دور میں بھی ان میں سے بیشتر اصطلاحات نہیں پائی جاتی تھیں۔ تابعین اور تبع تابعین کے دور سے اصطلاحات سامنے آنا شروع ہوئیں اور جب فنی اعتبار سے اسلامی علوم وفنون کی تدوین ہوئی، اس وقت زیادہ اصطلاحات مرتب ہوئیں۔

ڈاکٹر خالد علوی اصطلاحات حدیث کی تاریخ وآغاز کے بارے میں لکھتے ہیں:

دوسری صدی ہجری میں حضرت عمر بن عبد العزیز رحمۃ اللہ علیہ کی جدوجہد سے علم حدیث کی تدوین کا کام شروع ہوا ۔امام المحدثین محمد بن مسلم بن شہاب الزہری رحمہ اللہ علیہ آپ نے احادیث کو جمع کیا اور پھر روایات کے سلسلے میں ان احادیث کے اصول و قواعد وضوابط وضع کیے تو اس طریقے سے حدیث کی اصطلاحات وجود میں آئیں۔ بعض علماء نے آپ کو علم مصطلح الحدیث کا موجد قرار دیا ہے۔ صحابہ کرام اور تابعین کے ادوار تک اسناد مختصر اور واضح ہوتی تھیں۔ لیکن دوسری صدی کے آخر میں یہ سلسلہ طویل بھی ہو گیا اور اس میں غیر مستند عناصر بھی شامل ہوئے، جس کی وجہ سے حدیث کے راویوں کی معرفت کا مکمل علم اور متن حدیث کی صحیح پہچان ایک مشکل مسئلہ بن گیا۔ چنانچہ اس دور میں حدیث کی صحیح حیثیت متعین کرنے کے لیے اصول وضوابط وضع کیے گئے۔ دوسری صدی ہجری میں اصطلاحات حدیث کے حوالے سے اصول وضوابط وضع کرنے والی شخصیات میں سے ایک اہم شخصیت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کی ہے۔ حدیث پر نقد کے جو اصول امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے وضع کیے ہیں وہ لامحالہ سند کی حیثیت رکھتے ہیں۔"[27]

امام شافعی کا ایک بڑا تجدیدی کارنامہ حدیث کے رد وقبول کے اصول متعین کرنا ہے۔ امام شافعی کے زمانے تک تنقید حدیث کا کوئی صاف راستہ نہیں نکلا تھا، لوگ رسول اللہ ﷺ کے حوالے سے کوئی بات بیان کرتے تھے جس کی سند میں کبھی ایک

راوی چھوٹ جاتا تھا، کبھی دو یا پھر سند کی انتہا کا ہی پتہ نہیں چلتا تھا۔ یا کوئی آدمی جس نے رسول اللہ ﷺ کا زمانہ پایا ہو، وہ یہ کہہ دیتا تھا کہ حضور علیہ السلام کی زمانے میں ایسا ہوتا تھا، اور عموما ایسی ہی باتوں پر اعتبار کیا جاتا تھا۔ اس طرح منقطع، مرسل اور موقوف روایتیں رواج پانے لگیں اور ان کا فروغ ہی نہیں بلکہ ان پر اعتبار بھی کیا جانے لگا۔ تو ایسی صورت میں دین میں تحریف کے جو امکانات تھے، اس کی طرف عام طور پر لوگوں کا ذہن نہیں جاتا تھا، بلکہ اس کی بجائے حضور علیہ السلام کی عظمت کے خیال سے صرف آپ کا نام آنا ہی کافی سمجھتے تھے، اس کے سامنے ان کے دل و دماغ عظمت و ہیبت سے جھک جاتے، پھر تحقیق کا خیال ہی نہیں ہوتا تھا۔ بڑے بڑے فقہاء کا ذہن بھی اس طرف نہ جا سکا، اس لئے وہ مرسل روایات کو قبول کر لیتے تھے۔ امام شافعی نے جرات مندانہ اقدامات کے ساتھ اس کے خلاف آواز اٹھائی کہ مرسل کا مطلقاً روایت کرنا ایک بہت بڑی غلطی ہے۔ شاہ ولی اللہ امام شافعی کے اس کارنامے کی عظمت کو بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں: **وكم من مرسل لا اصل له،وكم من مرسل يخالف مسندا**

اور بہت سی مرسل روایات محض بے اصل ہیں اور بہت سی مرسل روایات مسند کی مخالف ہیں۔

ا۔ حدیث مرسل کے اصول:

مرسل وہ حدیث ہوتی ہے کہ جس کی سند کے آخر میں تابعی کے بعد انقطاع ہو اور راوی حذف ہو۔ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک مرسل چند شرائط کے ساتھ صحیح ہوتی ہے۔ یہ امام شافعی اور بعض دیگر اہل علم کے نزدیک ہے اور وہ شرائط چار ہیں۔ تین کا تعلق ارسال کرنے والے راوی سے ہے اور ایک کا تعلق حدیث مرسل سے ہے۔ وہ شرائط یہ ہیں۔

ا۔ ارسال کرنے والا کبار تابعین میں سے ہوں۔

۲۔ جب ارسال کرنے والا جس سے ارسال کرتا ہے اس کا نام لے تو ثقہ کا نام لے۔

۳۔ جب اس کے ساتھ حافظ اور مامون راوی شریک ہو تو اس کی مخالفت نہ کرے۔

۴۔ ایسے ہی ان تین شرائط کے ساتھ درج ذیل صفات میں سے ایک صفت بھی ساتھ ملی ہو۔

۵۔ وہ حدیث کسی دوسرے مستند طریق سے بھی مروی ہو۔

۶۔ یا وہ حدیث ایک اور مرسل طریق سے مروی ہو لیکن اس کو وہ بیان کریں جنہوں نے پہلی مرسل حدیث کے رجال کے علاوہ دوسرے راویوں سے بھی حصول علم کیا ہو۔

۷۔ پھر حدیث صحابی کے قول کے موافق ہو۔

۸۔ یا اس کے موافقت پر اکثر اہل علم نے فتوی دیا ہو، یا اس کی موافقت پر اور مقتضٰی پر اکثر اہل علم نے عمل کیا ہو۔[28]

۲۔ مرسل خفی:

راوی ایسے شخص سے حدیث بیان کرے جس سے اس کی ملاقات ہو یا پھر اس کا ہم عصر ہو، لیکن جو حدیث بیان کر رہا ہے وہ اس سے نہیں سنی، تاہم وہ ایسا لفظ بولتا ہے جس میں سماع اور غیر سماع کا احتمال ہو۔ جیسے: قال وغیرہ۔ مرسل خفی کی پہچان تین طریقوں میں سے ایک کے ذریعے ہوتی ہے۔

۱۔ بعض آئمہ کا نص بیان کرنا کہ فلاں راوی جس سے وہ بیان کر رہا ہے، اس سے اس کی ملاقات نہیں ہے یا اس کا اس سے مطلقاً سماع ثابت نہیں ہے۔

۲۔ یا وہ خود اپنے متعلق بیان کرے کہ میں جس سے حدیث بیان کر رہا ہوں، اس سے ملاقات نہیں کی یا اس سے کچھ بھی نہیں سنا۔

۳۔ یہی حدیث دوسری سند سے بھی مروی ہو، جس میں اس راوی کے علاوہ ایک اور راوی کا اضافہ ہو۔[29]

۳۔ موقوف، منقطع، معلق اور تدلیس:

موقوف، منقطع، معلق اور مدلس کی وضاحت کے جو اصول امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے وضع کیے ہیں۔ علوم حدیث میں ان کو اولیت حاصل ہے۔

امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے سب سے پہلے اس اصول کو وضع کیا کہ ایسی تمام روایتیں مرفوع متصل، صحیح الاسناد روایات کے مقابلے میں قطعاً قبول نہیں کی جائیں گی اور نہ ان کا اعتبار ہو گا۔[30]

8. خبر آحاد:

امام شافعی کا ایک بڑا تجدیدی کام حدیث و سنت کا دفاع، خبر آحاد کی حجیت کا اثبات اور حدیث پر اعتماد بحال کرنا ہے، امام شافعی کے زمانے میں کچھ ایسے لوگ بھی موجود تھے جو حدیث غیر متواتر کی حجیت کا مطلق انکار کرتے تھے، امام شافعی کے زمانہ میں منکرین حدیث کے حوالے سے تین طرح کے لوگ پائے جاتے تھے۔"

۱۔ جو مکمل طور پر سنت کے منکر تھے اور ان کا دعویٰ تھا کہ صرف قرآن ہی حجت ہے۔

۲۔ وہ لوگ جو سنت رسول کو صرف اسی صورت میں قابل قبول سمجھتے تھے جبکہ اس کی تائید میں قرآن مجید کی کوئی آیت بھی موجود ہو۔

۳۔ تیسرا طبقہ ان لوگوں کا تھا جو صرف احادیث متواتر کو ہی قبول کرتے تھے اور غیر متواتر احادیث یعنی خبر آحاد کو قابل قبول نہیں سمجھتے تھے۔

خبر آحاد کی قبولیت کے حوالے سے امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے لئے بڑی دقیق شرائط عائد کرتے ہیں۔ جو کہ درج ذیل ہیں۔

راوی کو اپنے دین میں ثقہ اور قول میں سچا معروف ہونا چاہیے اس راوی کی حدیث ہرگز قبول نہیں کی جائے گی جس کا صدق معروف نہ ہو یا جو غیر معتمد ہو۔

۱۔ راوی کو عقلمند فہم والا بھی ہونا چاہیے کہ جو حدیث وہ بیان کر رہا ہے، اس کا مفہوم اچھی طرح سمجھ رہا ہو۔

۲۔ راوی ضابط بھی ہو، اس کا حافظہ قوی ہو اور جو حدیث وہ روایت کر رہا ہے وہ اس کو زبانی بھی یاد ہو۔

۳۔ یہ بھی ضروری ہے کہ جس راوی سے حدیث کی روایت کر رہا ہے اس سے اس نے خود ملاقات کی ہو یا سماعت کی ہو ورنہ وہ مدلس قرار دیا جائے گا۔

۴۔ حدیث اس علم کی احادیث کے مخالف نہ ہو۔[31]

9. امام شافعی کی امامت حدیث پر اشکالات:

امام شافعی کو علوم حدیث کی تمام اقسام پر مہارت تامہ حاصل تھی۔ اور آپ کی حدیث میں امامت کا اندازہ کرنے کے لیے یہی بات

کافی ہے کہ آپ کو اصحاب الحدیث کا نمائندہ سمجھا جاتا تھا۔ تاہم اس کے باوجود امام شافعی کی حدیث پر امامت کے بارے میں اشکالات بھی وارد کیے جاتے ہیں۔ جن کا حقیقت سے کوئی تعلق نہیں۔ ان میں سے چند اشکالات اور ان کا تفصیلاً جائزہ درج ذیل ہے:

پہلا اشکال اور اس کا جواب:

پہلا اشکال یہ وارد ہوتا ہے کہ امام شافعی نے امام احمد سے فرمایا تھا: "آپ حدیث یا رجال کا مجھ سے زیادہ علم رکھتے ہیں، تو اگر حدیث صحیح ہو تو مجھے بتایئے خواہ اس حدیث کا تعلق کوفہ سے ہو یا بصرہ سے یا شام سے، تاکہ اگر وہ صحیح ہے تو میں اس کو اختیار کرو"[32]

اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ امام شافعی حدیث میں اپنی کمزوری کا اقرار کر رہے ہیں تبھی تو انہیں حدیث کی صحت اور ضعف جاننے کے لیے دوسرے محدثین کی رہنمائی کی ضرورت پڑھ رہی ہے۔

جواب:

امام شافعی کا امام احمد سے "انتم اعلم بالحدیث والرجال منی" کہنے کا صحیح مطلب اصل میں امام شافعی کے اس قول کا ایک پس منظر ہے جو کہ درج ذیل ہے۔ اصل میں امام شافعی پہلے اہل عراق کی حدیثوں کا کوئی اعتبار نہیں کرتے تھے جب تک کہ حجاز میں بھی اس کی اصل موجود نہ ہو، اس لیے کہ عراق میں فرق باطلہ کی وجہ سے جھوٹ بہت زیادہ رائج تھا جس کی وجہ سے صحیح اور غلط میں تمیز کرنا مشکل تھی۔ لیکن بعد میں جب عراق میں بھی ایسے محدثین پیدا ہوئے جنہوں نے صحیح اور غلط روایتوں میں فرق واضح کیا تو امام شافعی نے اپنا پرانا قول ترک کر دیا، اور عراق کے بھی ثقہ راویوں کا اعتبار کرنے لگے، یعنی روایت کسی بھی علاقے کی ہو اگر صحیح اور درست سند سے ثابت ہو جائے تو وہ حجت ہو گی۔ اس پس منظر میں امام شافعی نے امام احمد سے مذکورہ بات فرمائی تھی، کیونکہ امام احمد کا تعلق عراق سے تھا، اور حدیث ورجال سے آپ کو بڑا شغف تھا، امام بیہقی نے اسی پس منظر میں امام شافعی کے قول کو نقل کیا ہے۔ فرماتے ہیں:

"انما اراد احادیث العراق، اما احادیث الحجاز فالشافی اعلم بها من غیره"[33]

امام شافعی کا مقصد عراق کی حدیثیں تھیں، جہاں تک حجاز کی حدیثوں کا تعلق ہے تو امام شافعی دوسروں سے زیادہ ان کا علم رکھتے تھے۔"

دوسرا اشکال:

دوسرا اشکال یہ ہوتا ہے کہ امام جرح وتعدیل یحییٰ بن معین سے امام شافعی کے بارے میں پوچھا گیا تو انہوں نے فرمایا کہ "لیس بثقة"[34]

جواب:

"اس قول کا پس منظر اور حقیقت یہ ہے کہ امام شافعی کا تعلق اہل بیت سے بہت قریبی تھا اور آپ کے اہل بیت سے تعلقات تھے۔ جب کہ بنو امیہ کے دور سے ہی اہل بیت کے ساتھ ناروا سلوک کی وجہ سے ایک ذہن بنا ہوا تھا کہ وہ کسی بھی وقت بغاوت کر سکتے ہیں۔ بنو عباس کے دور میں بھی علویوں کے تعلق سے یہی ذہن تھا کہ وہ حکومت کے خلاف اٹھ سکتے ہیں، علویوں کے ساتھ کسی قسم کا تعلق تشیع کی دلیل فراہم کرنے کے لئے کافی تھا، اور شیعوں کے بارے میں مشہور تھا کہ وہ بہت جھوٹ بولتے ہیں۔ چنانچہ اسی وجہ سے امام شافعی پر تشیع کا الزام لگایا گیا۔ اسی وجہ سے یحییٰ بن معین نے بھی آپ کے بارے میں ابتدا میں "لیس ثقة" کے الفاظ استعمال کیے۔ لیکن امام احمد بن حنبل کو جب یہ خبر ملی تو آپ نے فرمایا کہ ہم نہیں جانتے کہ وہ ایسا کیوں فرماتے ہیں کیونکہ ہم نے تو امام شافعی کے بارے میں خیر ہی خیر دیکھی ہے۔ چنانچہ امام احمد یحییٰ بن معین کو امام شافعی کا مقام بتاتے رہتے چنانچہ بعد میں

یحییٰ بن معین کی رائے آپ کے بارے میں بدل گئی تھی اور وہ آپ کے بارے میں فرماتے تھے "صدوق"[35] "حاکم کہتے ہیں: ہم نے جرح وتعدیل سے متعلق یحییٰ بن معین کی تمام تاریخوں اور روایات کا جائزہ لیا ہے، مگر کسی روایت میں امام شافعی کی جرح نہیں ملی ہے شاید جس نے جرح کی بات نقل کی ہے اس نے یحییٰ بن معین کی طرف یہ بات منسوب کی ہو۔"[36]

تیسرا اشکال:

ایک اشکال یہ کیا جاتا ہے کہ صحیحین میں امام شافعی کی کوئی روایت موجود نہیں، اس کا مطلب یہ ہے کہ امام بخاری اور امام مسلم، امام شافعی کو قابل حجت نہیں سمجھتے تھے۔[37]

جواب:

یہ اشکال محدثین کے طریقہ کار سے ناواقفیت کی بنا پر ہے۔ محدثین کے حالات اور علم حدیث پر نظر رکھنے والے یہ بات اچھی طرح جانتے ہیں کہ محدثین کے نزدیک سند عالی کی کتنی اہمیت تھی، اس کے باوجود کہ حدیث ان کے پاس پہلے سے موجود ہوتی مگر سند عالی کی وجہ سے وہ اس کے حصول کے لیے سینکڑوں میل کا سفر طے کرتے، امام شافعی کا انتقال چونکہ ۲۰۴ھ میں ہو چکا تھا، جبکہ ان کی عمر اس وقت ۵۴ سال تھی اور ان کے طبقے کے محدثین اور ان کے شیوخ کے تلامذہ کثیر تعداد میں موجود تھے اور امام بخاری اور مسلم کے اکثر شیوخ بھی اسی طبقے کے ہیں، اگر وہ امام شافعی کی سند سے روایت کرتے تو پھر ایک طبقہ نیچے اترنا پڑتا اور ان کی ضرورت کے مطابق امام شافعی کی منفرد حدیث نہ ہونے کی وجہ سے ان کے لئے اس کی مجبوری بھی نہیں تھی، چناچہ انہوں نے احتیاط برتی کہ سند عالی کے بجائے سند سافل سے روایت کریں[38]

چنانچہ ان دلائل سے ثابت ہوتا ہے کہ امام شافعی کی حدیث پر امامت کے بارے میں وارد ہونے والے تمام اشکالات بے معنی اور لاعلمی کی بنیاد پر ہیں۔

خلاصہ بحث:

اللہ رب العزت نے اس کائنات میں بندوں کی ہدایت کے لئے انہیں جس دین کا مکلف بنایا وہ ابدی حقائق پر مشتمل دین ہے۔ اور یہ امت بھی کیونکہ آخری امت ہے اور عالمگیر امت ہے اس لیے یہ دین بھی عالمگیر ہے۔ زمان اور مکان کی تبدیلیوں سے عہدہ براہونے کے لئے اللہ رب العزت نے اس امت کے لئے دو طرح کے انتظامات فرمائے ہیں۔ ایک یہ کہ اس کی تعلیم جامع اور کامل اور زندہ ہے۔ اور دوسرے نمبر پر اس دین کو مختلف ادوار میں ایسے نابگار رجال کار عطا ہوتے رہے ہیں جو اس کی تجدید کرتے ہیں۔ امام شافعی کی ہستی بھی ایسے ہی رجال اللہ میں سے ہے جو اپنا تعلق باللہ، زبان دانی، اخلاص وللہیت اور خدمت دین میں ممتاز حیثیت رکھتے ہیں۔ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے علم کے ہر میدان میں قلم اٹھایا اور جس دور میں آپ نے آنکھ کھولی تو حدیث کی حجیت

کے اعتبار سے اور ارتقا کے اعتبار سے خاص اہمیت کا دور ہے اس میں منکرین حدیث بھی زور وشور سے اپنا کام سرانجام دے رہے تھے اس مقالہ میں آپ کے حدیث کی امامت کے حوالے سے جامعہ بحث کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔ امام صاحب اصول تحقیق کے میدان میں نمایاں مقام حاصل کرنے کے ساتھ ساتھ آپ علم حدیث میں بھی امام کی حیثیت رکھتے ہیں اس حوالے سے آپ کی مشہور کتاب مسند الامام الشافعی موجودہ دور میں بھی مختلف پبلشرز سے شائع ہو چکی ہے آپ نے علم حدیث کی مختلف اقسام پر سیر حاصل گفتگو کی ہے اور اصطلاحات حدیث پر بھی جامع گفتگو فرمائی ہے۔ آپ نے حدیث کی اقسام میں سے خبر واحد مرسل خفی منقطع مدلس وغیرہ و دیگر اقسام اور اصطلاحات کے مختلف اصول اور قوانین بھی مدون کیے اس حوالے سے آپ کی کتاب کتاب الام بھی کافی مشہور ہے جس میں فقہ واصول فقہ کے علاوہ حدیث کے ہر موضوع پر آپ کا کلام اور تحریر موجود ہے۔

مصادر ومراجع:

[1] ۔محمد عبد الرحمن رازی، آداب الشافعی ومناقبہ، (بیروت: دار الکتب العلمیہ، ۲۰۰۲)۲۴۔

Muḥammad ibn Abd al-Rehman Razī, Ādāb al-Shaf'ī (Beirut: Dār Al Kutab Al Ilmiah, 2002), 24.

[2] ۔محمد ادریس شافعی، کتاب الرسالہ، اردو مترجم: محمد ظفر اقبال، (لاہور: مکتبہ رحمانیہ اردو بازار، س۔ن)۳۹۔

Muhammad Idrīs Shaf'ī, Kitāb al-Rīsālah, Urdu translator: Muhammad Zafar Iqbāl (Lahore: Maktbh Rahmānīah Urdū, ND)39.

[3] ۔محمد ادریس شافعی، کتاب الام (بیروت: دار الفکر، ۱۸۹۸)۷/۳۴۶۔

Muhammad Idrīs Shaf'ī, Kitāb al-um (Beirut: Dār al-fikr 1998) 7/346.

[4] ۔احمد بن علی بن حجر عسقلانی، تہذیب التہذیب، (بیروت: دار الفکر، ۱۹۸۴)، ۱/۱۱۸۔

Ahmad ibn 'Ali ibn Hajar 'Asqlānī, Tahzīb al-Tahzīb (Beirut: Dār al-fikhār, 1984)1/118.

[5] ۔محمد ابو زہرہ، سیرت امام الشافعی (لاہور: شیخ غلام علی پبلشرز، س۔ن)۳۶۷۔

Muhammad Abu Zuhra, Sīrat Imam Shaf'ī, (Lahore: Shaīkh Ghlām Alī publishers, ND) 367.

[6] ۔القرآن، ۷:۱۵۸۔

al-Qur'an, 7:158.

[7] ۔کامران اعظم سوہدروی، حیات امام شافعی (لاہور: زاہد بشیر پرنٹرز، ۲۰۱۲)۱۵۶۔

Kamrān A'zam Suhdwardī, Hayat Imam Shaf'ī, (Lahore: Zahīd Bashīr printers, 2012)156.

[8] ۔القرآن، ۲:۱۵۱۔

al-Qur'an, 2: 151.

[9] ۔ایضاً، ۲۱۰۔

Ibid, 210.

[10] ۔القرآن، ۵:۶۷۔

al-Qur'an, 5: 67.

[11] ۔فیصل احمد ندوی، امام شافعی کا علمی مقام ومرتبہ (لاہور: شبیر برادرز، س۔ن)، ۱۲۱۔

Fayṣal Ahmed Nadvī, Imam Shaf'ī ka 'lmī maqām wa martab (Lahore: Shabīr brothers ND)121.

[12] ۔عبداللہ یافعی، مرآۃ الجنان (بیروت: دارالکتب العلمیہ، ۱۹۹۷) ۲/۱۹۔

Abd Allah Yaf'i, Mirat al Jinan, (Beirut: Dār Al Kutab Al Ilmiah, 1997), 2/19.

[13] ۔علی بن الحسن ابن عساکر، تاریخ دمشق (بیروت: دارالفکر، ۱۹۹۸)، ۱/۳۵۰۔

'Ali ibn al-Hassan Ibn 'Asakir, Tarīkh Dimashq (Beirut: Dār al-fikhār 1998)1/350.

[14] ۔سلیمان بن اشعث سجستانی، سنن ابی داود، کتاب الضحایا (لاہور: مکتبہ رحمانیہ، ۱۹۹۷)رقم الحدیث:۲۸۳۵۔

Sulaiman ibn Ash'ath Sajastani, Sunnan abi Daud, Kitab al-Zahaya (Lahore: Maktabah Rahmānia 1997) Hadith no. 2835.

[15] ۔احمد بن عبداللہ اصبہانی، حلیۃ الاولیاء وطبقات الاصفیاء (بیروت: دارالکتاب العربی، ۱۹۹۷)، ۹/ ۹۴۔

Aḥmad Bin Abd Allāh Aṣbhānī, Ḥilīah al Āulīa wa Tabqāt al Āṣfiyā' (Beirut: Dār al-fikhār 1997) 9/94.

[16] ۔نورالدین عتر، منہج النقد فی علوم الحدیث (دمشق: دارالفکر، ۱۹۹۷)۶۰۔

Nūr al-dīn 'Tar, Manhaj al-Naqd fī Ulūm Al-Hadith (Dimascus: Dār al-fikhār 1997) 60.

[17] ۔عبدالروف ظفر، علوم الحدیث (لاہور: کتاب سرائے، ۲۰۱۷)۱۸۲۔

'Abd al Raūf Zafar, Ulūm Al-Hadith (Lahore: Kitab Saraye, 2017)182.

[18] ۔احمد بن حسین بیہقی، مناقب الشافعی (القاہرہ: مکتبہ دارالتراث، ۱۹۷۱)۱/۴۸۷۔

Ahmad ibn Hussain Baīhqī, Manāqib al-Shaf'ī (al-Qahīrah, Makatabh Dār al-Turath, 1971) 1/ 487.

[19] ۔احمد بن علی خطیب بغدادی، الکفایہ فی علم الروایہ (بیروت: دارالکتاب العربی، ۱۹۸۵) ،۱۳۸۔

Ahmad ibn 'Ali Khatib Baghdādī, Al-Kifayah fi 'ilm al Rivayah (Beirut: Dār Al Kutab Al-'Arabī 1985) 138.

[20] ۔محمد ابوزہو، حدیث ومحدثین، (لاہور: مکتبہ رحمانیہ، س۔ن)۶۰۔

Muhammad Abū Zahw, Hadith wa Muhadithīn, (Lahore: Maktabah Rahmānia ND)60.

[21] ۔انس بن مالک، موٴطا، کتاب الحج (لاہور: شبیر برادرز، س-ن)۴۶۴۔

Ans ibn Malik, Muatta, Kitab al- Haj (Lahore: Shabīr Brothers, ND)464.

[22] ۔بیہقی، مناقب الشافعی، ۱/۴۵۱۔

Baīhqī, Manāqib al-Shaf'ī, 1/451.

[23] ۔یحیٰ بن شرف النووی، التقریب والتیسیر، (بیروت: دار الکتاب العربی، ۱۹۹۷)۹۰۔

Yahyā bin Sharaf Al-Navavī, al-Taqrīb wa al-Taisīr (Beirut: Dār Al Kutab Al-'Arabi, 1997) 90.

[24] ۔زین الدین ابی الفضل العراقی، شرح التبصرہ والتذکرہ (بیروت: دار الکتب العلمیہ، ۲۰۰۲)، ۱۰۸۔

Zayn al-Dīn abī al-Faẓl al-'Iraqī, Sharh al-Tabsirah wa al-Tazkirah (Beīrūt: Dār Al Kutab Al-'Ilmiyah, 2002)108.

[25] ۔خالد علوی، اصول حدیث(لاہور: الفیصل ناشران ۲۰۰۳)۲۴۔

Khalīd Alavī, Uṣul Hadīth (Lahore: al-fayṣal nashirān, 2003) 24.

[26] ۔ندوی، امام شافعی کا علمی مقام ومرتبہ، ۱۲۱۔

Nadvī, Imam Shaf'ī ka 'lmī maqām wa martab, 121.

[27] ۔علوی، اصول حدیث، ۲۴۔

Alavī, Uṣul Hadīth, 24.

[28] ۔سوہدروی، حیات امام شافعی، ۹۸۔

Suhdwardī, Hayat Imam Shaf'ī, 98.

[29] ۔محمود احمد طحان، تیسیر مصطلح الحدیث (لاہور: مکتبہ رحمانیہ، س۔ن)، ۸۳۔

Mahmud Ahmad Tah'hān, Taisīr Muṣtalah al- Hadīth (Lahore: Maktabah Rahmānia ND) 83.

[30] ۔سوہدروی، حیات امام شافعی، ۱۰۰۔

Suhdwardī, Hayat Imam Shaf'ī, 100.

[31] ۔ابوزہرہ، سیرت امام الشافعی، ۳۷۵۔

Abu Zuhra, Sīrat Imam Shaf'ī, 375.

32 ۔ ابن عبد البر، الانتقاء فی فضائل الثلاثہ الائمۃ الفقہاء (حلب: مکتب المطبوعات الاسلامیہ، ۱۹۹۷) ۱۲۷۔

Ibn ‘Abd al-Bir, al-Intqā’ fī Faẓāl al- Thlāthah al-aimmah al-Fuqahā’ (Halb: Maktabah al-Matbū‘āt al-Islāmīah, 1997) 127.

33 ۔ بیہقی، مناقب الشافعی، ۲/ ۵۶۲۔

Baīhqī, Manāqib al-Shaf’ī, 2/562.

34 ۔ ابن عبد البر، الانتقاء فی فضائل الثلاثہ الائمۃ الفقہاء، ۸۵۔

Ibn ‘Abd al-Bir, al-Intqā’ fī Faẓāl al- Thlāthah al-aimmah al-Fuqahā’, 85.

35 ۔ احمد محمد نور، یحییٰ بن معین وکتابہ التاریخ (مکۃ: مرکز البحث الاسلامی، ۱۹۹۷)، ۱/ ۱۱۲۔

Ahmad Muhammad Nūr, Yahyā ibn Ma’īn wa Kitābhu al-Tarīkh (Makkah, Markaz al-Bahth al-Islamī, 1997)1/112.

36 ۔ ابن حجر عسقلانی، تہذیب التہذیب، ۹/ ۲۳۔

Ibn Hajar ‘Asqlānī, Tahzīb al-Tahzīb, 9/23.

37 ۔ سوہدروی، حیات امام شافعی، ۱۷۶۔

Suhdwardī, Hayat Imam Shaf’ī, 176.

38 ۔ فخر الدین رازی، مناقب الامام الشافعی، (قاہرہ: مکتبہ الکلیات الازہریہ، ۱۹۸۶) ۲۳۲۔

Faḳhr al-Dīn Rāzī, Manāqib al-Imam al-Shaf’ī (al-Qahīrah: Maktaba al-Kulīāt al-Azharīah, 1982), 232.